QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 02 (2026)

بدشگونی اور تطیّر: تاریخی ارتقاء، تہذیبی مظاہر اور اسلامی تعلیمات کا تنقیدی مطالعہ

A CRITICAL STUDY OF SUPERSTITION (TATAYYUR): ITS HISTORICAL EVOLUTION, CULTURAL MANIFESTATIONS, AND THE ISLAMIC PERSPECTIVE.

Dr. Iftikhar Ahmad
Alumni University of Malakand,PhD in Islamic Studies
iftikharkhawar455@gmail.com
Iftekhar Ahmad
PhD scholar University: International Islamic University Malaysia (IIUM)
ahmad.ai@student.Iium.edu.my
Dr. Inayat ur Rahman
Visiting Faculty, Department of Islamic Thought and Civilization
,University of Management & Technology
inayatbary@gmail.com

Abstract

Superstitious beliefs and practices have accompanied human societies throughout history and have appeared in diverse cultural, religious, and social settings. Among these beliefs, tatayyur (belief in bad omens) occupies a prominent place, having influenced individual behavior and collective decision-making across ancient civilizations. Historical evidence suggests that Greeks, Romans, Egyptians, Persians, and pre-Islamic Arabs associated certain animals, birds, numbers, dreams, and events with fortune or misfortune. Such beliefs were often used to interpret future occurrences and explain unexpected hardships.

This study explores the historical development of tatayyur, its manifestations in different civilizations, and its evaluation in the light of Islamic teachings. Employing an analytical and textual approach, the research examines relevant Qur'ānic verses, Prophetic traditions, and historical accounts to understand the origins and persistence of superstitious thinking. The findings indicate that belief in omens was not confined to a particular culture but represented a widespread human tendency to attribute causality to symbolic signs and external phenomena. In contrast, Islam challenged these assumptions by establishing the principles of tawḥīd (Divine Unity), qadar (Divine Decree), and tawakkul (trust in God). The Qur'ān and Sunnah consistently reject the notion that objects, persons, times, or events possess inherent powers of good or bad fortune.

The study concludes that Islam offers a coherent intellectual and spiritual framework that liberates individuals from fear, uncertainty, and irrational beliefs. By replacing superstition with faith, moral responsibility, and reliance upon God, Islamic teachings contribute to the development of a balanced worldview and a more rational understanding of human experience.

Keywords:
Tatayyur (Belief in Bad Omens)-Superstition-Islamic Worldview-Tawakkul (Trust in God)-Qur'anic and Prophetic Teachings-

انسانی تاریخ کا مطالعہ یہ حقیقت آشکار کرتا ہے کہ توہمات، بدشگونی اور تطیّر تقریباً ہر دور اور ہر تہذیب کا حصہ رہے ہیں۔ قدیم یونانی، رومی، مصری، فارسی اور عرب معاشروں میں مختلف اشیاء، جانوروں، پرندوں، اعداد، خوابوں اور مخصوص اوقات کو نیک یا بدشگون سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ ان اعتقادات نے افراد اور معاشروں کے فیصلوں، طرزِ زندگی اور فکری رویّوں پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ اسلام کی آمد ایسے ماحول میں ہوئی جہاں بدشگونی اور توہم پرستی معاشرتی فکر کا ایک اہم جزو بن چکی تھی۔ اسلام نے ان بے بنیاد عقائد کی نہ صرف تردید کی بلکہ انسان کو توحید، تقدیر، توکل اور ذمہ داری کے واضح اصول عطا کیے۔ قرآن کریم نے سابقہ اقوام کے تطیّر پر مبنی رویّوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کی فکری کمزوریوں کو نمایاں کیا، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے بدشگونی کو شرعی اعتبار سے باطل قرار دے کر اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد کی تعلیم

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 02 (2026)

دی۔ زیر نظر مقالہ بدشگونی اور تطیّر کے تاریخی پس منظر، مختلف تہذیبوں میں اس کے ارتقاء، اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس کے تنقیدی جائزے کو موضوع بناتا ہے تاکہ یہ واضح کیا جاسکے کہ اسلام انسانی فکر کو توہمات سے نکال کر عقیدۂ توحید اور صحیح فکری بنیادوں پر استوار کرتا ہے۔

بدشگونی، نحوست (تطیّر) کا تاریخی پس منظر اور ارتقائی جائزہ:

تطیّر جس طرح عصر حاضر میں بعض معاشروں اور بالخصوص پشتون معاشرے کے جڑوں میں پیوست ہے اور لوگ اس جدید دور میں بھی وسوسوں کا شکار رہتے ہیں، اسی طرح یا اس سے بھی زیادہ ماضی میں جاہل معاشرے اس مرض کا شکار تھے۔ بدشگونی کی بنیادیں صرف عرب جاہلی معاشروں میں نہیں تھیں بلکہ جزیرہ عرب سے باہر بھی اس کا وجود تھا، روم، فارس اور یونان کی تہذیبیں بھی اسی میں مبتلا رہیں ہیں۔ پرانی اقوام میں بدشگونی اور تطیّر کا وسوسہ موجود تھا، قرآن کریم واضح کرتا ہے کہ تطیّر، نحوست اور بدشگونی کا عقیدہ حضرت صالحؑ کے عہد میں بھی رائج تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَعَكَ قَالَ طَائِرُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ[1] "حضرت صالحؑ نے کہا: تمہارا شگون تو اللہ کے قبضے میں ہے، البتہ تم لوگوں کی آزمائش ہو رہی ہے"۔

اسی طرح حضرت موسیٰؑ کی قوم اپنے نبی اور نبی کے ماننے والوں کے بارے میں بھی اسی طرح نحوست اور بدشگونی کا گمان کرتے تھے۔ فرمان الٰہی ہے: يَطَّيَّرُوا بِمُوسَى وَمَن مَّعَهُ[2] "اگر ان پر کوئی مصیبت پڑ جاتی تو اس کو موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست قرار دیتے"۔

بدشگونی کے لیے قرآن کریم میں تطیّر کا لفظ مستعمل ہے اسی طرح گزشتہ اقوام بھی بدشگونی کے لیے پرندوں کا استعمال کرتے تھے۔ مشہور مفسر قرآن علامہ ابن عاشورؒ[3] اس نکتہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: فَاسْتُعْمِلَ التَّطَيُّرُ فِي التَّشَاؤُمِ بِدُونِ دَلَالَةٍ مِنَ الطَّيْرِ، لِأَنَّ قَوْمَ فِرْعَوْنَ لَمْ يَكُونُوا مِمَّنْ يَزْجُرُ الطَّيْرَ فِيمَا عَلِمْنَا مِنْ أَحْوَالِ تَارِيخِهِمْ، وَلَكِنَّهُمْ زَعَمُوا أَنَّ دَعْوَةَ مُوسَى فِيهِمْ كَانَتْ سَبَبَ مَصَائِبَ حَلَّتْ بِهِمْ، فَعُبِّرَ عَنْ ذَلِكَ بِالتَّطَيُّرِ عَلَى طَرِيقَةِ التَّعْبِيرِ الْعَرَبِيِّ[4] "تطیّر کا لفظ تشاؤم اور بدشگونی کے لیے مستعمل ہے، اس میں پرندوں کی دلالت موجود نہیں، کیونکہ ہمارے علم کے مطابق قوم فرعون پرندوں کو اڑا کر فال نہیں نکالتی تھی لیکن ان کا خیال تھا کہ ان پر جو تکالیف نازل ہوئے ہیں، ان کا سبب موسیٰؑ کی دعوت ہے، ان کی اس بدشگونی کو عربی اسلوب میں تطیّر سے تعبیر کیا گیا ہے"۔

عمران بابر اپنے ڈاکٹریٹ مقالے میں بحوالہ مشہور مؤرخ حسن نعمة[5] (انسائیکلوپیڈیا کے مصنف)،[6] اہل یونان کے متعلق لکھتے ہیں:

---

1 ۔ سورۃ النمل: 47

2 ۔ سورۃ الاعراف: 131

3 ۔ آپ کا مکمل نام محمد الطاہر بن عاشورؒ ہے۔ آپ تیونس کے مشہور مالکی فقیہ، مفسر، اور مصلح عالم تھے۔ آپ کی ولادت 1296ھ (1879ء) میں ہوئی۔ آپ نے قرآن کی تفسیر اور اسلامی علوم میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آپ کی مشہور تصنیف "التفسیر التحریر والتنویر" ہے، جو ایک منفرد اور علمی شان رکھنے والی تفسیر ہے۔ آپ نے اسلامی تعلیمات کو جدید تناظر میں پیش کرنے کی کوشش کی۔ آپ 1393ھ (1973ء) میں وفات پا گئے۔ الذہبی، سیر أعلام النبلاء؛ الزرکلی، الأعلام، ج3، ص78

4 ۔ ابن عاشور، محمد الطاہر، علامہ، امام، التحریر والتنویر، مکتبہ الدار التونسیہ، تونس، 1404ھ / 1984ء، ج9، ص66

5 ۔ حسن نعمہ ایک مشہور عرب مؤرخ، مصنف، اور تاریخ و تہذیب کے ماہر تھے۔ وہ اسلامی تاریخ، تہذیب، اور عربی ادب پر اپنی گہری تحقیق و تصنیف کی وجہ سے جانے جاتے ہیں۔ ان کی کتابوں میں تاریخی واقعات کا تجزیہ اور اسلامی ثقافت کے ارتقا پر گہرے اثرات نمایاں ہیں۔ ان کے علمی کام نے اسلامی دنیا کی تاریخ و تہذیب کے کئی پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ ان کی وفات کے بعد بھی ان کا علمی ورثہ طلبہ اور محققین کے لیے ایک اہم ذریعہ ہے۔

6 ۔ حسن نعمة، موسوعة میثولوجیا واساطیر الشعوب القدیمة، مکتبہ جریر، الدوحہ قطر، 1426ھ / 2005ء، ص104

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 02 (2026)

" قدیم اہل یونان جادو ٹونہ اور اٹکل جانتے تھے، وہ خوابوں سے متاثر ہوتے اور جانوروں اور پرندوں کو مقدس خیال کرتے تھے۔ اور پرندوں کو دیوتاؤں کا پیغام بر سمجھتے اور ان سے نیک شگون یا بد شگون لیتے تھے"۔(7)

رومیوں، عبرانیوں، مصریوں اور کلدانیوں کے متعلق لکھتے ہیں: " رومی، کلدانی، عبرانی اور مصری جانوروں کو ذبح کرنے کے بعد ان کی انتڑیوں کی شکلوں سے غیب کی اشارے معلوم کرتے تھے، اس عمل کو قربانیوں کی جگر پڑھنا کہا جاتا تھا"۔

اور پرندوں کے بارے میں امریکی ریڈ انڈینز اور عرب کا اعتقاد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: " بہت سے قدیم معاشروں جیسے امریکی ریڈ انڈینز عرب یہ خیال کرتے تھے کہ بعض پرندے حقیقت میں مُردوں کی روحیں ہوتی ہیں، عربوں کا خاص طور پر یہ اعتقاد تھا کہ مقتول کا بدلہ نہ لیا جائے تو اس شخص کی کوپڑی باہر نکل آتی ہے، اور یہ کھوپڑی الو کا روپ دھار لیتی تھی اور اس کی قبر پہ آوازیں دیتی اسقونی، اسقونی مجھے سیراب کرو، مجھے سیراب کرو یعنی میرا قصاص لو۔ اور بتایا کہ وہ پرندوں وغیرہ کے علاوہ تیروں سے بھی تطیّر کا عمل کرتے تھے۔ قدیم معاشرتی گروہ تیروں کے ذریعے کہانت کیا کرتے ہیں، وہ تیر کو ہوا میں چھوڑتے پھر اس کی حرکت اور جانب کو دیکھ کر اندازہ لگاتے ہیں کہ انہیں اب کیا کرنا چاہیے، یہ کام کر گزرنا چاہیے یا ترک کر دینا چاہیے"۔(8)

اور بچوں سے بھی تطیّر کا کام لیتے تھے یہ عجمیوں میں عام تھا: " اہل عجم بچے معلم کے پاس جاتے دیکھ کر بد شگونی کا اعتقاد رکھتے تھے اور اس کی واپسی کو نیک شگون سمجھتے"۔(9)

اسی طرح کا عمل قدیم اہل مصر(10) میں بھی تھا، لکھتے ہیں: " قدیم اہل مصر میں تھا کہ وہ کالی بلی کو بد شگونی کی علامت سمجھتے تھے، اور یہ خرافات چین اور بیلجیم میں بھی رائج رہی، اسی طرح قدیم عراق میں نجومی پرندوں کے ذریعے مستقبل کی پیشگوئی کرتے تھے۔ نجومی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوتا اس کے سامنے ایک پرندے کو لا کر اسے اڑانے پر اکساتا، اگر پرندہ دائیں طرف اڑتا تو یہ مراد لیا جاتا کہ بادشاہ کو دیوتاؤں کی طرف سے مدد میسر ہے، اگر بائیں طرف اڑتا تو اس کو بچوں کو نہیں معمول کیا جاتا تھا"۔(11)

آخر میں لکھتے ہیں: " تطیّر کا اعتقاد تقریباً تمام قدیمی تہذیبوں میں رائج تھا۔ کی دائیں طرف کو مقدس اور بابرکت سمجھا جاتا۔ اسی طرح بعض اعداد کو بھی بابرکت سمجھا جاتا، ان اعداد میں ایک تین سات اور بارہ کی عدد شامل ہوتے۔ اسی طرح قدیم تہذیبوں میں خوابوں سے بھی نیک یا بد شگون حاصل کیا جاتا تھا"۔(12)

کیا اسلام توہمات کے حوصلہ افزائی کرتا ہے یا اس کو رد کر کے اس کے متبادل ہدایات دیتے ہیں۔ اسلام کے نقطہ نظر سے توہمات کا جائزہ لیا جائے گا۔

بد شگونی، نحوست(تطیّر) کا اسلامی جائزہ:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو ضلالت و جہالت سے مبرا اور دلائل و براہین سے آراستہ ہے۔ اسلام کے تمام احکام پائے تکمیل کو پہنچ چکے ہیں۔ اور اس دینِ مبین میں خرافات و بدعات اور توہمات کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ شیطان اور اس کے پیروکاروں نے اس دین صافی کو ضلالت و جہالت سے غلط ملط کرنے اور خرافات سے داغ دار کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ سب سے پہلے اس بات کا یقین ضروری ہے کہ انسان جو بھی عمل کرتا ہے وہ رب تعالیٰ نے پہلے سے لکھ رکھا ہے محض کس چیز کی دیکھ لینے سے یا کوئی خاص دن یا مہینے سے اس کا تعلق نہیں ہے، جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي

---

7 ۔ پی ایچ ڈی مقالہ، بابر، عمران، انسانی معاشرہ اور توہم پرستی (اسباب، اثرات اور تدارک)، نگران: بخاری، عبد الغفار، سید، ڈاکٹر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، نمل یونیورسٹی، اسلام آباد، سیشن 20-2012ء، ص55

8 ۔ عمران بابر، انسانی معاشرہ اور توہم پرستی، ص56

9 ۔ ایضاً، ص56

10 ۔ مصر: یہ مصرایم بن حام بن نوح کی طرف منسوب ہے، اور اسرائیلی اس کو مصرایم کہتے تھے۔ مصر حضرت عمرؓ کے دور میں فتح ہوا تھا۔ یہ علاقہ آثار قدیمہ کے لیے بہت مشہور ہے۔ یاقوت الحموی، معجم البلدان، ج3، ص136

11 ۔ عمران بابر، انسانی معاشرہ اور توہم پرستی، ص57

12 ۔ ایضاً، ص57

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 02 (2026)

أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ(13)" کوئی مصیبت ایسی نہیں ہے جو زمین میں نازل ہوتی یا تمہاری جانوں کولاحق ہوتی ہو، مگر وہ ایک کتاب میں اس وقت سے درج ہے جب ہم میں ان جانوں کو پیدا ابھی نہیں کیا تھا۔یقین جانو یہ بات اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے"۔

دوسری بات انسان کے لیے اصلا اگر نحوست کسی چیز میں ہے تو وہ اس کے اپنے اعمال بدہیں، جیسا کہ رب تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ(14)" اور تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے، وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کیے ہوئے کاموں کی وجہ سے پہنچتی ہے، اور بہت سے کاموں سے تو وہ درگزر ہی کرتا ہے"۔

دوسرے مقام پر فرمایا: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ(15)"جو کوئی نیک عمل کرتا ہے، وہ اپنے ہی فائدے کے لیے ہی کرتا ہے، اور جو کوئی برائی کرتا ہے، وہ اپنے ہی نقصان کے لیے کرتا ہے، اور تمہارا پروردگار بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے"۔

تیسرے مقام پر فرمایا :ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ(16) "لوگوں نے اپنے ہاتھوں جو کمائی کی، اس کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد پھیلا، تاکہ انہوں نے جو کام کیے ہیں اللہ ان میں سے کچھ کا مزہ انہیں چکھائے، شاید وہ باز آجائیں" ۔

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کسی چیز میں بھی نحوست نہیں ہے اگر ہے تو انسان کی ہاتھوں کی کمائی میں ہے۔ دوسری بات یہاں پر یہ بات بطور خاص یاد رکھیں کہ کسی دن یا مہینے کو منحوس کہنے کا مطلب یہ ہے کہ (نعوذ باللہ) ہم اللہ تعالیٰ کو منحوس کہہ رہے ہیں کیونکہ مہینہ زمانہ ہے اور زمانہ کو برا کہنا درحقیقت اللہ کو برا کہنا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :يَسُبُّ بَنُو آدَمَ الدَّهْرَ، وَأَنَا الدَّهْرُ، بِيَدِي اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ (17) "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم مجھے تکلیف پہنچاتا ہے، وہ زمانہ کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں، میرے ہی ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ میں رات اور دن کو بدلتا رہتا ہوں"۔

اس حدیث قدسی سے معلوم ہوا ہے کہ زمانے کو برا بھلا کہنا منع ہے۔ اگر ماہ وغیرہ میں کوئی نحوست ہوتی تو اللہ رب العالمین اور اس کے رسول اللہ ﷺ ضرور وضاحت فرمادیتے، جیسے کہ بارہ مہینوں سے چار مہینوں کی حرمت کو واضح فرمایا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ حالات جیسے بھی ہوں، اللہ تعالیٰ پر توکل مضبوط کر لیجئے اور یہ عقیدہ بنا لیجئے کہ دنیاوی ظاہری اعمال میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر میرا بدن تو کیا سر کا ایک بال بھی نہیں حرکت کر سکتا۔ یہی بات رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک صحابی کو سمجھاتے ہوئے فرمایا:وَاعْلَمْ أَنَّ الأُمَّةَ لَوْ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلاَّ بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ، وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلاَّ بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الأَقْلاَمُ وَجَفَّتْ الصُّحُفُ(18)" جان لو! اگر لوگ اس بات پر جمع ہو جائیں کہ وہ تمہیں کچھ فائدہ پہنچائیں تو کچھ فائدہ نہیں پہنچاسکتے، مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری تقدیر میں لکھ دیا ہے اور اگر لوگ اس بات پر جمع ہو جائیں کہ وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچائیں تو وہ تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچاسکتے مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تم پر لکھ دیا ہے قلمیں اٹھالی گئی ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں"۔

اس سے معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں ساری دنیا کے لوگ مل کر بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تو پھر نحوست بدشگونی اور کالی بلی اور دیگر چیزوں سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور آخری بات بدشگونی سے بچ کر رب العالمین پر پختہ ایمان و توکل کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بغیر حساب کی جنت میں داخل فرمائے گا۔

---

13 - سورۃ الحدید:22

14 - سورۃ الشوریٰ:30

15 - سورۃ حم السجدۃ:46

16 - سورۃ الروم:41

17 - صحیح بخاری، رقم:6181

18 - سنن ترمذی، رقم:2516

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 02 (2026)

چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: مجھے میری امت کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے، ان میں سے ستر ہزار ایسے ہیں جو پہلے جنت میں جائیں گے، ان پر کوئی حساب اور عذاب نہیں ہو گا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے پوچھا کہ یہ کس وجہ سے بغیر حساب اور عذاب کی جنت میں جائیں گے؟ تو جبریلؑ نے جواب دیا: هُمُ الَّذِينَ لاَ يَسْتَرْقُونَ، وَلاَ يَتَطَيَّرُونَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ [19] "اور (ان کی صفت یہ ہے کہ) یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کرواتے، بدفالی اور بدشگونی نہیں لیتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں"۔

مندرجہ بالا حدیث میں بلا حساب جنت میں جانے والے لوگوں کے اوصاف کا ذکر ہے، ان میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ وہ کسی چیز کو منحوس نہیں سمجھتے اور ان میں توکل کا مادہ بدرجہ اتم موجود ہے۔ ان تمام قرآنی آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ اسلام کی نقطہ نظر سے بدشگونی اور نحوست کی کوئی حقیقت اور بنیاد نہیں ہے۔ اسلام بدشگونی، نحوست (تطیّر) کے حوصلہ آفزائی کے بجائے نہ صرف مذمت بلکہ متبادل تعلیمات اور ہدایات دیتے ہیں۔

بدشگونی اور تطیّر انسانی تاریخ کے قدیم ترین توہمات میں شمار ہوتے ہیں، جنہوں نے مختلف تہذیبوں اور معاشروں میں گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ تاہم اسلام نے ان بے بنیاد اعتقادات کی نفی کرتے ہوئے انسان کو توحید، تقدیر اور توکل پر مبنی ایسا فکری و اعتقادی نظام عطا کیا جو خوف، وسوسوں اور خرافات سے نجات دلاتا ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر قسم کی بدشگونی اور توہم پرستی سے اجتناب کرتے ہوئے اپنے تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھے، کیونکہ حقیقی نفع و نقصان اور خیر وشر کا مالک صرف اللہ رب العالمین ہے۔

نتائج

تحقیق سے معلوم ہوا کہ بدشگونی اور تطیّر کا تصور تقریباً تمام قدیم تہذیبوں میں کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا ہے اور مختلف اقوام نے پرندوں، جانوروں، اعداد، خوابوں اور مخصوص حالات کو نیک یا بدشگون کا ذریعہ سمجھا ہے۔ قرآن کریم سے واضح ہوتا ہے کہ سابقہ اقوام بھی اپنے انبیاء علیہم السلام اور ان کے پیروکاروں کو مصائب و مشکلات کا سبب قرار دے کر تطیّر کا شکار تھیں۔ مزید یہ کہ اسلام نے بدشگونی، نحوست اور توہم پرستی کے تمام تصورات کو رد کرتے ہوئے یہ اصول قائم کیا کہ نفع و نقصان، خیر و شر اور مصائب و آلام کا حقیقی اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ تحقیق سے یہ بھی واضح ہوا کہ انسان کی بداعمالیاں اور اخلاقی انحرافات بہت سی مشکلات اور مصائب کا سبب بنتے ہیں، نہ کہ مخصوص اشیاء، افراد، ایام یا مہینے۔ احادیث نبویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ بدشگونی سے اجتناب اور اللہ تعالیٰ پر کامل توکل مومن کی نمایاں صفات میں سے ہے۔

سفارشات

تحقیق کی روشنی میں سفارش کی جاتی ہے کہ معاشرے میں توحید، تقدیر اور توکل کے صحیح اسلامی تصورات کو فروغ دینے کے لیے تعلیمی اور دعوتی سرگرمیوں کو مؤثر بنایا جائے۔ نصابِ تعلیم میں توہمات اور بدشگونی کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر کو شامل کیا جائے تاکہ نوجوان نسل کو فکری اور اعتقادی انحرافات سے محفوظ رکھا جا سکے۔ علماء، خطباء اور ذرائع ابلاغ کو چاہیے کہ وہ عوام میں رائج غیر شرعی توہمات اور بدشگونی کے تصورات کی علمی تردید کریں۔ مزید برآں سماجی علوم اور اسلامیات کے محققین کو مختلف معاشروں میں موجود توہماتی رویّوں کے اسباب اور ان کے اثرات پر مزید تحقیقی مطالعات انجام دینے چاہئیں تاکہ ان کے مؤثر تدارک کے لیے عملی حکمتِ عملی مرتب کی جا سکے۔

---

[19] ۔ صحیح بخاری، رقم: 6472